بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاعبد اللہ مخلصا له الدین ۞ الا للہ الدین الخالص،

پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

خبردار اللہ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے۔ (زمر ۲،۳)

مرتبہ

محمد اسماعیل زرتار گر، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس سے قبل یہ رسالہ "اسلام خالص کیا ہے؟" شائع ہو چکا ہے۔ عوام اس کے مطالعے سے استفادہ کر چکے ہیں۔ یہ کچھ اضافے کے ساتھ پھر سے منظر عام پر آ رہا ہے۔ اس کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں جن مخیر حضرات کا مالی تعاون رہا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اس کار خیر کا اجر عظیم عطا کرے۔ آمین

محمد اسماعیل زرتارگر

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لمحہء فکریہ

چودھویں صدی قریب الختم ہے آج کل کے بعض مسلمان قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کو نیا فرقہ و نیا مذہب کے نام سے یاد کرتے ہیں اور پھر اس سے متجاوز ہو کر چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید نہ کرنے والوں کو غیر مقلد و خارج از اسلام کے لقب سے نوازرہے ہیں اور نہ معلوم کیا کیا خطابات چسپاں کرتے ہیں۔ آخر اس قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی بنیاد کب سے ہے؟

عوام الناس کی آگاہی کے لئے یہ رسالہ مستند سن وار پیش کیا جارہا ہے۔ اس کا مقصد صرف ہر بدعت کی ابتدائی تاریخ کو بتلانا ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کب سے ہے اور تقلید شخصی اور نسبت احد مذاہب اربعہ کب سے اور کس طرح اسلام میں داخل کئے گئے ہیں۔ نیز تدوین حدیث و تدوین فقہ کب سے ہوئی ہے تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے تاکہ تقابل کیا جائے کہ قدیم کیا اور جدید کیا ہے؟

اکثر علماء سلف نے فرقوں کی نسبت بڑی بڑی ضخیم کتابیں تصنیف کی ہیں لیکن ہمیں ان تفصیلات میں جانا نہیں ہے۔

برادران ملت! میری آپ سے صرف یہی گزارش ہے کہ اخلاص کی بنیاد

پر عصبیت کو ہٹا کر اصلاحی نقطۂ نظر سے انصاف کے پیش نظر غور وفکر کرو اور قدیم و جدید کا جائزہ لو۔

ہمارے نبی محترم تاجدار مدینہ حضرت محمد ﷺ کا دورِ نبوت مکی و مدنی ۲۳ سال اور دورِ خلفائے راشدین تقریباً ۳۰ سال اور دورِ صحابہ کرام تقریباً ۶۰ سال ، اس طرح جملہ تقریباً ایک سو سال تک رہا وہ سب کے سب مسلمان وحی الٰہی قرآن اور سنتِ رسول کی اتباع کرتے تھے۔ یعنی قرآن وحدیث پر ان کا عمل تھا۔ یہ پہلی صدی کے مسلمان اسلام کے پروانے وشیدائی لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ ان کی نسبت ایک سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ وہ مسلمان کس امام کے مقلد تھے اور کس امام کی نسبت سے پکارے جاتے تھے، کیا وہ مسلمان حنفی ، مالکی ، شافعی، حنبلی تھے؟

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان ائمہ کا علیحدہ علیحدہ مذہب اس وقت رائج تھا؟ تیسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ پہلی صدی کے مسلمان (خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور تابعین عظام) جو قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے تو کیا یہ الزام ان پر بھی عائد ہو سکتا ہے؟

ان سوالات کا جواب لازماً وکلیتاً وتسلیماً نفی میں ہوگا۔ کیونکہ پہلی صدی ہجری میں نہ ائمہ اربعہ کا نام ونشان تھا اور نہ ان کی ولادت ہی ہوئی تھی۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تقلید شخصی ونسبت ائمہ اور مذاہب اربعہ کا پہلی صدی میں وجود ہی نہ تھا اس کی تصدیق دوپہر کے سورج کی طرح ولادت ائمہ سے ظاہر

ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت امام مالکؒ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور دیگر ائمہ حضرت امام شافعی وحضرت امام احمد بن حنبلؒ دوسری صدی میں پیدا ہوئے ہیں۔ پس ایسے بے بنیاد الزام لگانے والوں کو توبہ کرنا چاہئے اور اس طرح کی گستاخی سے باز آجانا چاہئے۔ نہ معلوم اس قسم کے لوگ قیامت کے دن کیا جواب دیں گے جبکہ دنیا میں ان کا کوئی جواب نہیں؟

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محترم حضرت محمد ﷺ کے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا : آج میں نے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارا دین پسند کیا ہے (مائدہ ۳) نازل فرما کر اسلام کے مکمل ہونے کی مہر کردی کوئی مسلمان اس کا انکار نہیں کرسکتا ۔لہذا اس آیت کریمہ کی موجودگی میں کسی امتی کو ہرگز یہ حق نہیں ہوسکتا کہ اسلام میں کوئی نئی چیز داخل کرے یا کوئی چیز خارج کرے یا کسی چیز کی کمی کرکے اضافہ کرے اگر کوئی امتی اسلام میں اس قسم کی دخل اندازی کریگا تو وہ نعوذ باللہ اس آیت کریمہ کا انکاری ہوگا ، ایسے انکاری لوگوں کا قیامت میں کیا حشر ہوگا غور کریں۔ اس تفصیل سے صاف ظاہر ہے۔

اسلام نام ہے — قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا

اسلام محدود ہے — قرآن وحدیث کے دائرہ میں

اسلام مکمل دین ہے ، اس کی تصدیق وحی الٰہی قرآن سے ہوتی ہے اللہ

تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار تاکید کے ساتھ کئی جگہ فرمایا واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو رسول کی۔ (تغابن ۱۲) اور ارشاد نبوی ہے، موسیٰ کی امت میں ۷۱ فرقے تھے، میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے جن میں سے ۷۲ فرقے دوزخی ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا ما انا علیہ واصحابی جس راہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب، پس جبکہ ہمارے نبی محترم حضرت محمد ﷺ نے جنت کے راستے کی پہچان صاف طور پر بتلا دی ہے تو پھر ہم کو دوسرے راستے کی ضرورت باقی نہ رہی اس کے باوجود اگر کوئی شخص کسی امتی کے طور طریقے کو ترجیح دیتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو وہ کس مقام کو حاصل کرتا ہے خود اپنی عقل سلیم سے فیصلہ کرلے۔

میرے عزیز دوستو! اس سے صاف معلوم ہوا کہ اسلام خالص قرآن و حدیث ہے۔ اس پر عمل کرنے والا فلاح دارین کا مستحق ہے یہ ابتداء اسلام ہے، کوئی نیا مذہب نہیں ہے، اور نہ نیا فرقہ ہے بلکہ ایک جماعت ہے جو قرآن و حدیث پر عمل کرتی ہے۔

تدوین حدیث : تدوین حدیث کی ابتداء عہد نبوت میں ہوئی ہے۔ حدیث کا ضخیم مجموعہ عہد نبوت میں موجود تھا۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کے پاس منتقل ہوتا رہا کسی نے لکھ لیا تو کسی نے زبانی یاد کرلیا، اگر یہ نہ ہوتا تو قرآن عظیم الشان اور حدیث رسول پر عمل کرنا ممکن

نہ تھا لہٰذا پہلی صدی میں حدیث کا مجموعہ پایا جانا مسلم ہے۔

اس کے بعد دوسری صدی میں ائمہ و محدثین نے مزید اس کام کو آگے بڑھایا اور حدیثوں کو جمع کر کے کتب حدیث مرتب کیں۔ یہ امر مسلم جس کو سارے عالم کے علمائے کرام خاص و عام اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس سے متفق ہیں۔

دوسری اور تیسری صدی کا دور ائمہ و محدثین کا رہا۔ اس وقت اگر کوئی مسئلہ در پیش آتا تو لوگ ائمہ سے مراجعت کرتے وہ قرآن حدیث سے مسئلہ بیان کرتے یا پھر اپنی رائے و قیاس سے استنباط کر کے مسئلہ بتاتے اور خوف خدا، اقرب تقویٰ کی بناء پر صاف ارشاد فرماتے تھے کہ اگر میری بات قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو اس لحاظ سے گویا سب کے سب ائمہ اور اس دور کے مسلمان قرآن و حدیث پر ہی عمل کرتے تھے تمام ائمہ نے کیا اچھی اور سچی باتیں کہی ہیں، ان کے اقوال قابل احترام ہیں۔ (جو آگے رسالے میں پیش ہیں) وہ سب ائمہ عابد، متقی، پرہیزگار، موحد، متبع سنت، قرآن و حدیث کے پابند سلف صالحین کا نمونہ تھے کسی نے بھی اپنی تقلید و نسبت فرقہ بندی کے لئے نہیں فرمایا اور نہ ہی کوئی اپنی طرف سے علیحدہ علیحدہ مذہب مرتب کر کے رائج کیا لہٰذا ان کے اقوال کے مطابق

اگر ہو مقلد تو عمل کر کے بتاؤ

بنتے ہو وفادار تو وفا کر کے بتاؤ

اللہ تعالیٰ ان تمام ائمہ کی قبروں کو نور سے بھر دے اور اپنی رحمت سے نوازے۔

میرے عزیز بھائیو! پہلی صدی تو کیا تیسری صدی میں بھی تقلید شخصی اور ائمہ کے نام کا فرق حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کا وجود نہیں تھا ہوش وحواس سے کہو کہ نیا کیا ہے؟ اور قدیم کیا ہے؟۔

چوتھی صدی سے تقلید شخصی کی ابتدا ہوئی مگر ائمہ کے نام پر فرقوں کا وجود عمل میں نہ آیا۔ اس مقام پر بھی یہ بات تسلیم کرنا ہوگا کہ چوتھی صدی میں بھی اس نسبت ائمہ کا نام منظر عام پر نہیں تھا۔

تاریخ کا لحاظ کرتے ہوئے اب کتب فقہ کی ابتدا کو پیش کیا جارہا ہے۔ اس کے بعد تقلید شخصی کی نسبت مزید تفصیل آگے آئے گی۔

فقہ حنفی کی پہلی کتاب قدوری ۴۲۸ھ میں لکھی گئی۔ اس کے بعد اور کتب فقہ لکھی گئیں۔ اس طرح کتب فقہ کی تدوین کی ابتداء پانچویں صدی سے ہوئی تقابل کریں کہ تدوین حدیث کی بنیاد ابتداء اسلام سے ہی ہے اور اسلام کی بنیاد قرآن وحدیث ہے۔ لہذا قرآن وحدیث پر عمل قدیم سے ہونا اظہر من الشمس ہے تقلید کا سلسلہ جاری رہا جب اس کی رفتار روز بروز بڑھتی گئی تو اس وقت کے سلاطین کا میلان بھی تقلید کی جانب ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ۶۶۵ھ میں سلاطین کی جانب سے اکثر مقامات پر فرقہ بندی کے ساتھ نسبت ائمہ و مذہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے چار قاضی مقرر ہوئے لہذا ساتویں صدی سے ان

ناموں کی نسبت منظر عام پر آئی۔ اور تقلید شخصی کا آغاز ہوا ان نئے فرقوں اور مذہبوں کو اس طرح ساتویں صدی میں داخل اسلام کیا گیا غور کرنے کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ساتویں صدی میں ایک خالص اسلام کے چار حصے کیے گئے چار الگ الگ فقہیں (مسائل کی کتابیں) ترتیب دی گئیں پھر ایک ایک کو مقلدین نے اختیار کرلیا اور اسی پر عمل کرنے لگے۔ اس پر طرہ یہ کہ اس کو قدیم اور ابتداء اسلام سے ساتویں صدی تک کے قرآن وحدیث پر عمل کرنے کو جدید کہنے کی جراءت کرنے لگے یہ کس قدر ناانصافی کی بات ہے۔

خوب یاد رکھو اور یقین کرو کہ آخرت کی پہلی منزل قبر ہے جائے آخرت کے امتحان کا پہلا پرچہ یہاں سے جانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین سوالات کئے جائیں گے جن میں ہرگز یہ نہ پوچھا جائیگا کہ تیرا مذہب کس امام کا ہے؟ اور تیرا امام کون ہے؟ بلکہ تین سوالات وہی ہوں گے جو ہمارے نبی محترم اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے بتلایا ہے کہ:

(۱) تیرا رب کون ہے؟

(۲) تیرا دین کیا ہے؟

(۳) تیرا نبی کون ہے؟

ان کے جوابات یوں دینے ہوں گے اور یہ جوابات بھی اللہ کے رسول نے واضح فرمادیے ہیں:

(۱) میرا رب اللہ ہے!

(۲) میرا دین اسلام ہے!

(۳) میرے نبی اللہ کے بندے ور رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (ابوداود)

اس طرح قبر کے سوالات کے جوابات سے کامیابی ہوگی اور عذاب قبر سے نجات ملے گی یہ صحیح جوابات اسی کو نصیب ہوں گے جس نے دنیا کی زندگی میں خالص اسلام پر عمل کیا ہو۔ اور اگر اس کے برخلاف عمل ہوا ہو تو ظاہر ہے کہ جوابات بھی خلاف ہوں گے۔ ایسی صورت میں عذاب قبر قیامت تک ہوتا رہے گا اس کے بعد روز محشر آئے گا تو وہاں سب کے سب جمع ہوں گے ہر ایک اپنے اپنے عمل کے مطابق سزا و جزا پائے گا اس وقت کوئی کسی کے کام نہ آئے گا اللہ کے رسول ﷺ بھی سفارش نہیں کریں گے بلکہ اپنے قریب آنے بھی نہیں دیں گے۔ ارشاد نبوی ہے۔

(روز محشر) میں اپنے حوض (کوثر) پر سب سے پہلے پہنچوں گا جو میرے پاس سے گزرے گا وہ اس حوض کا پانی پئے گا اور جس نے پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانتے ہوں گے ان کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا، میں کہوں گا یہ لوگ میرے ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئی باتیں دین میں نکالی تھیں تو میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو یعنی ایسے لوگوں کو میں اپنے پاس سے دھتکار دوں گا۔ (بخاری و مسلم) غور کرو یہ

اس دن کی بات ہے جس دن پیارے نبی ﷺ کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا بڑے بڑے انبیاء سفارش کرنے سے انکار کر دیں گے۔

چنانچہ ایک اور روایت کا خلاصہ ہے کہ حشر کے روز تمام لوگ مل کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کیجئے وہ کہیں گے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے سے ڈرتا ہوں تمہاری سفارش کرنے کو تیار نہیں ہوں تم سب فلاں فلاں کے پاس جاؤ تو پھر تمام لوگ حضرت نوحؑ و حضرت ابراہیمؑ و حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ کے پاس جائیں گے وہ سب کے سب یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے سے ڈرتے ہیں اور ہم اس لائق نہیں ہیں کہ تمہاری سفارش کریں تم سب آخری نبی محمد ﷺ کے پاس جاؤ چنانچہ آخر میں حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے تو آپ سفارش کرنے پر آمادہ ہو کر دربار الٰہی کے مقام محمود میں سجدہ ریز ہوں گے اور دعا کریں گے۔ باذن الٰہی شفاعت کر کے جنت میں پہنچائیں گے۔ (بخاری)

ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ آب کوثر اور شفاعت رسول ﷺ ان لوگوں کو ہی نصیب ہوگی جنھوں نے آپ کی فرماں برداری کی، بدعتوں سے دور رہے اور اسی حال میں آخری سانس چھوڑی ہو۔

غور کرو جبکہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص پیغمبروں سے کسی کی سفارش نہ ہو سکی تو پھر ہما شما امتی کا کیا شمار، کس گنتی میں؟ غرض کہ صرف ہمارے نبی محترم حضرت

محمد ﷺ ہی سفارشی ہوں گے اور آپ صرف ان لوگوں کی سفارش کریں گے جو بدعتوں سے بچتے رہے ہوں لہذا اسلام خالص یہی ہے کہ ہم متبع رسول ہوں۔ قرآن وحدیث پر عمل کریں اسی میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ تقلید شخصی کی نسبت تاریخی اعتبار سے مزید تفصیل یہ ہے کہ ساتویں و آٹھویں صدی تقلید کا دور ترقی پر رہا چونکہ سلاطین کی پشت پناہی تھی نویں صدی کی ابتداء میں سلطان فرخ بن فرقوق نے مکہ معظمہ بیت اللہ شریف کے احاطہ میں مصلی ابراہیمی کے علاوہ چار مصلے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے نام سے قائم کر دیئے۔ حالانکہ ابتداء اسلام سے نویں صدی تک صرف ایک ہی مصلی ابراہیمی تھا اس طرح یہ نئے چار مصلے بزور سلطان اسلام میں داخل کیے گئے۔

یہ مصلے نویں صدی سے تیرھویں صدی تک برقرار رہے۔ مقلدین اپنے اپنے مصلے پر منسوب شدہ عقیدہ کے امام کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے۔ ایک مصلی کے بعد دوسرے مصلے پر نماز ادا کرنے کا انتظام تھا۔

چودھویں صدی ۱۳۴۳ھ میں شاہ عبدالعزیز بانی سعودی حکومت نے اسلام میں داخل شدہ نئے چاروں مصلوں کو برخاست کر کے حسب سابق صرف ایک مصلی ابراہیمی کو اپنے مقام پر قائم رکھا جو ابتداء اسلام سے تھا۔ جو آج تک ہے اسی مصلی ابراہیمی سے جملہ نمازیں ادا ہوتی ہیں۔ حجاج کرام سے اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔

برادران ملت! ان تمام تصریحات سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے حق پر ہیں اور ابتداء اسلام سے اب تک اس پر قائم و موجود ہیں۔ تا قیامت یہ جماعت باقی رہے گی۔

آج کل کے بعض مسلمان گنبد میں آواز لگانے والے کے بمصداق ہیں۔ ان کی آواز لوٹ کر ان پر ہی چسپاں ہوتی ہے۔ اپنے کو قدیم اور دوسروں کو جدید کہنے والے خود جدید ہو کر منظر عام پر آگئے ہیں گویا الزام عائد کرنے والے خود اپنے آپ الزام کے مستحق ہو گئے۔ میرے مسلم بھائیو! مسلمان ہونے پر یہ لازم ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کریں۔

اس کے بغیر مسلمان ہونے کا دعوی باطل ہے۔ ابتداء اسلام کے مسلمان کا اس وقت سے آج تک کے مسلمان کا عقیدہ ایک ہے یہ کہ خدا ایک، قرآن ایک رسول ﷺ ایک، پھر آج ہم سب مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ اسلام خالص قرآن و حدیث پر عمل کر کے دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل نہ کریں کیا آج اسلام گریزی کی وجہ سے ہم دنیا کے مصائب و مشکلات سے دوچار نہیں ہیں؟ کیا اللہ تعالی کی رحمت ہم سے دور نہیں ہو گئی ہے؟ کیا یہ نقشہ ہمارے سامنے نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر کیوں نہ ہم اپنی زندگی کو اسلامی زندگی بنائیں؟ آج کے دور میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ایک دوسرے پر الزامات کے دروازوں کو بند کر دیں تنگ نظری کو چھوڑ دیں وسعت نظری سے کام لیں۔ اسلامی تعلیم کا تقاضا و مقصد یہی ہے کہ سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔ اتحادی

زندگی بسر کرکے نیک اور ایک ہو جائیں۔ فرمان خداوندی انما المومنون اخوۃ کے
مطابق عملی زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور رحمتیں حاصل کریں۔ آگے عہد
نبوی ﷺ میں حدیث لکھے جانے کے دلائل کتب حدیث و کتب فقہ کی تدوین
عہد خلفائے راشدین اور ائمہ اربعہ کے مختصر حالات اور ان کے اقوال و نصائح
درج ہیں۔ ہماری ذمہ داری حق بات پیش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق و ہدایت دینے
والا ہے۔

حمد

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں جو رب العالمین ہے کل کائنات
زمین و آسمان کا حقیقی مالک ہے۔ وہی کل کائنات پر متصرف و محیط ہے۔ وہ اکیلا
وحدہ لاشریک ہے۔ پاک و بے عیب ہے۔ سمیع علیم اور بصیر ہے۔ سب کا پالنہار
ہے۔ دن رات چاند سورج اور ستاروں کا مالک ہے۔ سمندر اور اس کے اندر کی کل
مخلوقات پر قادر ہے۔ ہم سب کے سب اس کے در کے محتاج فقیر و غلام ہیں۔ ہم
اس کی تعریف کا حق ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔
اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ ہم میں آخری پیغمبر رحمۃ للعالمین حضرت
محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ہم کو خیر امت کے لقب سے نوازا اس نعمت عظمیٰ کا
جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔

داعی الی اللہ : اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد ﷺ کو مخاطب کرکے کہہ رہا
ہے وما ارسلنک إلا رحمة للعالمين.
ترجمہ : ہم نے تمہیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے (الانبیاء
۱۰۷) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرکے کہہ رہا
ہے وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا ترجمہ: ہم نے تجھے تمام لوگوں کے
لئے خوشخبریاں سنانے والا اور دھمکا دینے والا بنا کر بھیجا ہے (سبا ۲۸)۔ اس کے
بعد اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد ﷺ کو مخاطب کرکے اعلان کرو کہ قل یا أیها
الناس إنی رسول الله إليكم جميعا اے لوگو، میں تم سب کی طرف اللہ کا
رسول ہوں (الاعراف ۱۵۸)۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو
داعی الی اللہ بتاتے ہوئے فرمایا یا أیها النبی إنا أرسلنک شاهدا و
مبشرا و نذیرا و داعیا الی الله باذنه و سراجا منیرا.
ترجمہ : اے نبی ہم نے آپ کو شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈرانے
والا بنا کر بھیجا آپ بحکم الٰہی داعی الی اللہ ہیں اور روشن چراغ ہیں۔ (احزاب ۴۵)
اس اعلان کے بعد اسلام میں داخل ہونے کے لئے انسان کو کلمہ شہادت
(توحید) کا اقرار اس کے ساتھ ہی رسالت کا اقرار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کلمہ
شہادت اسلام کا پہلا رکن ہے۔ اس کلمہ کا زبان سے اقرار کرنے والا اور دل سے
یقین رکھنے والا مسلمان کہلاتا ہے اس کے ساتھ ہی خدا اور اس کے رسول کے حکم
پر عمل کرنے والا ایماندار کہلاتا ہے۔ گویا عمل سے کلمہ شہادت کی تصدیق ہوتی ہے

لہذا قرآن وحدیث پر عمل کرنا مسلمان کی نشانی ہے۔

قرآن وحدیث کی تعریف

قرآن: کتاب الٰہی کو کہتے ہیں۔ جو لوح محفوظ سے بحکم باری تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ وحی سے ہمارے پیارے نبی آخرالزماں ختم المرسلین رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ پر وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال کے عرصہ میں اتارا گیا۔

حدیث: حدیث کے لغوی معنی بات کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن کو حدیث فرمایا ہے اللہ نزل احسن الحدیث ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں قرآن کو حدیث کہا گیا ہے۔ (زمر ۲۳)

(۲) فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یؤمنون ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے؟ (جاثیہ ۶) اس آیت کریمہ میں قرآن کی آیات کو حدیث کہا گیا ہے۔

(۳) فبای حدیث بعدہ یؤمنون ترجمہ: پھر اب اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔ (اعراف ۱۸۵)

تشریح: اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے آجانے کے بعد بھی یہ راہ راست پر نہ آئے تو اب کس بات کو مانیں گے؟ اس آیت کریمہ میں

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کو حدیث کہا گیا ہے) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی بات کو اپنے کلام پاک قرآن میں حدیث فرمایا:

(۱) واذاسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا ترجمہ: جب نبی ﷺ نے اپنی بعض عورتوں سے ایک پوشیدہ بات کہی۔ (تحریم ۳)

بموجب فرمان خداوندی قرآن کا حدیث ہونا اور نبی محترم محمد ﷺ کی بات کا بھی حدیث ہونا اظہر من الشمس ہے۔

اصطلاح اسلام میں نبی محترم حضرت محمد ﷺ کی بات یعنی قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

قول: اس کو کہتے جو آپ نے حکم فرمایا۔

فعل: اس کو کہتے ہیں جو آپ نے عمل کیا۔

تقریر: اس کو کہتے ہیں جو آپ کی موجودگی میں عمل ہوا اور آپ نے سکوت اختیار کیا۔

لہذا قرآن وحدیث اسلام کی بنیاد ہے اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن پاک کرتا ہے۔

پہلی صدی

(۱) دور نبوت: محترم حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا عہد مبارک مکہ معظمہ میں (۱۳) سال گزرا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم

سے مدینہ منورہ پہنچے اس وقت سے سن ہجری کی ابتداء ہوئی ہے۔ مدینہ منورہ میں نبوت کا عہد مبارک دس سال رہا۔ اس طرح جملہ ۲۳ سال دور نبوت کے گزرے۔ اس عرصہ میں شمع اسلام کا نور سارے عالم میں پھیلا، لاکھوں کی تعداد میں مشرکین عرب و عجم مشرف باسلام ہوئے۔ یہ سب کے سب مسلمان وحی الٰہی (قرآن) و فرمان رسول حضرت محمد ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔ اس کے بعد خلفائے راشدینؓ کا دور تقریباً تیس سال گذرا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۲) دور خلفائے راشدین: (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۹)

(۳) حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دور خلافت ۱۱ھ تا ۱۳ھ (۲ سال، ۳ ماہ، ۹ دن)

(۲) حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت ۱۳ھ تا ۲۳ھ (۱۰ سال، ۵ ماہ، ۴ دن)

(۳) حضرت عثمان غنیؓ کا دور خلافت ۲۳ھ تا ۳۵ھ (۱۲ سال)

(۳) حضرت علیؓ کا دور خلافت ۳۵ھ تا ۴۰ھ (۴ سال، ۹ ماہ)

جملہ: ۲۹ سال، ۵ ماہ، ۱۳ دن

اس دور کے تمام مسلمان صرف وحی الٰہی قرآن اور سنت رسول (حدیث) پر عمل کرتے تھے۔

دور صحابہ

۴۰ھ تا ۱۰۰ھ تقریباً ساٹھ سال کا گذرا۔ اس پہلی صدی کے آخری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) مدینہ منورہ کے صحابہ میں حضرت سہل بن سعدؓ باختلاف روایت ۸۸ھ یا ۹۱ھ سال یا ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۲) بصرہ کے صحابہؓ میں حضرت انس بن مالکؓ نے باختلاف روایت ۹۰ھ یا ۹۳ھ زیادہ سے زیادہ ۱۰۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۳) مکہ معظمہ کے صحابہؓ میں حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ سب سے آخری صحابی تھے جنہوں نے ۱۰۰ھ یا باختلاف روایت ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔ اس طرح پہلی صدی کے ختم کے ساتھ ہی صحابہ کا دور ختم ہوا۔ پہلی صدی کے یہ تمام مسلمان قرآن و حدیث پر عمل کرتے تھے۔ اسلامی تعلیم کا ماخذ یہی تھا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔

عہد نبوت میں تدوین حدیث کے دلائل

حضرت محمد ﷺ کے مبارک زمانہ میں قرآن مجید کی طرح حدیثیں بھی لکھی جاتی تھیں۔ اس کا بڑا اہتمام و انتظام تھا۔

(۱) قیدوا العلم۔ علم اور حدیث کو لکھ کر مقید کرلیا کرو۔

(حاکم بیان العلم ج۱ ص ۷۳)

(۲) اکتبوا ولا حرج ۔ حدیثوں کو لکھو، کوئی حرج نہیں (مجمع الزوائد ص ۶۰)

(۳) اکتبوا لابی شاہ ۔ ابوشاہ کو میری حدیث اور خطبہ لکھ کر دے دو۔

(بخاری و مسلم)

(۴) اکتب فو الذی نفسی بیدہ ما خرج منہ الا حق ۔ نبی علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے فرمایا: تم میری حدیثیں لکھا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس سے (اپنے منہ کے طرف اشارہ کرتے ہوئے) حق بات کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ (حاکم و دارمی)

(۵) اکتبوا الی من یلفظ بالاسلام ۔ کلمہ گو مسلمانوں کا نام لکھ کر مجھے دے دو۔ (بخاری، ج ۱، ص ۴۳۰)

(۶) مدینہ کے یہودیوں کو صحیفہ امن لکھوا کر دیا تھا۔ رسول ﷺ نے اپنے اور یہود و دیگر مسلمانوں کے لئے امن نامہ لکھوادیا۔

(سنن ابی داود، ج ۲، ص ۲۵)

(۷) حدیبیہ میں صلح نامہ لکھوایا گیا۔ (بخاری، ج ۱، ص ۳۷۲)

(۸) آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو ایک رسالہ لکھوا کر دیا۔ جس میں مدینہ کا حرام ہونا، مسائل جراحات، اونٹوں کی عمریں، زمینوں کے احکام، ذبح لغیر اللہ کی حرمت، زمین کی چوری پر لعنت، والدین کو برا کہنے پر لعنت، بدعتی کو پناہ دینے پر لعنت وغیرہ کے مسائل تھے۔ (بخاری، کنزالعمال)

(۹) حضرت علیؓ فرماتے ہیں، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید

لکھا ہے اور صحیفہ یعنی حدیث کے اس رسالہ کو۔ (بخاری)

(۱۰) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب الصدقہ لکھوائی ۔ پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔ یہ کتاب حاکموں کے پاس روانہ نہ کی جا سکی آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اس پر عمل کیا پھر ابوبکر کے انتقال کے بعد حضرت عمر نے اس پر عمل کیا یہ کتاب حضرت عمر کے خاندان میں محفوظ رہی۔ حضرت عمر کے پوتے حضرت سالمؒ نے یہ کتاب امام زہریؒ کو پڑھنے کے لئے دی جسے امام زہریؒ نے یاد کر لیا۔ اس کی نقل خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کرائی۔

(ابوداود، بیہقی، مستدرک حاکم، ج ۱، ص ۳۹۲)

(۱۱) حضرت محمد ﷺ نے اپنے آخری عہد میں حدیث کی ایک ضخیم کتاب جس میں تلاوت قرآن مجید، نماز، زکوٰۃ، طلاق، عتاق قصاص دیت و دیگر فرائض و سنن اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل تحریر کروا کے حضرت عمرو بن حزمؓ صحابی کی معرفت یمن والوں کے پاس بھجوائی تھی۔

(دار قطنی و دارمی، بیہقی، مسند احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، موطا امام مالک، سنن نسائی)

جامعیت مسائل کے لحاظ سے اس کتاب کو حدیث کی پہلی کتاب کہنا چاہئے۔ جو حضرت محمد ﷺ نے خود ہی لکھوائی ہے۔

سرداران عرب اور شاہان عجم کو دعوت اسلام کی تحریریں۔

(۱۲) ہرقل بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کا وہ نامہ مبارک منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبیؓ کو ۶ھ میں دیکر بصرہ کے حاکم کے پاس بھیجا تھا اس نے وہ ہرقل

کے پاس بھجوایا۔ (بخاری شریف، ج۱، ص ۴)

(۱۳) حضرت معاذؓ کے صاحبزادے کا انتقال مدینہ منورہ میں ہو گیا۔ حضرت معاذؓ یمن میں تھے انھیں بڑا رنج اور افسوس ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کے پاس تعزیت نامہ تحریر کروا کر روانہ فرمایا۔

(مستدرک حاکم ج ۳، ص ۲۷۳، تاریخ خطیب ج ۳، ص ۸۹)

(۱۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ میں مجھ سے زیادہ احادیث رسول کو روایت کرنے والا کوئی نہیں ہے مگر عبداللہ بن عمرؓ اس سے مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ وہ حدیثوں کو لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا صرف زبانی یاد کرتا تھا۔ (بخاری، ترمذی)

(۱۵) حضرت بشیر بن نہیک تابعیؒ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیثیں سنتا تھا تو لکھ لیا کرتا تھا، پھر جب میں نے ان سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو کتاب لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور پڑھ کر سنایا پھر ان سے دریافت کیا کہ یہ سب وہی حدیثیں ہیں جو میں نے آپ سے سنی ہیں؟ فرمایا ہاں۔ (سنن دارمی)

(۱۶) رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں احکام ضروریہ جیسے جزیرہ عرب سے مشرکین ویہود کا اخراج، وفود کی خاطر داری، تجہیز جیش، حضرت اسامہؓ قبر نبوی کو سجدہ گاہ نہ بنانے اور خلافت ابوبکر وغیرہ امور تحریر کرانے کے لئے قلم دوات وغیرہ طلب فرمایا۔ قال ایتونی اکتب لکم کتاباً۔ (بخاری، ج۱،

ص ۲۲۹، مسلم ج ۲، ص ۴۲)

بہر حال اس قسم کے نبوی نوشتے بہت ہیں طوالت کے خوف سے مختصراً پیش کیا گیا ہے جن سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت محمد ﷺ اپنی زندگی ہی میں اپنی حدیثوں کو خاص اہتمام سے موقع بموقع لکھوایا کرتے تھے۔ چنانچہ متعدد اصحاب کرامؓ نے ان احادیث کو جمع ومحفوظ کیا ہے۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے:

(۱۷) صحیفہ صادقہ کے نام سے مشہور ہے جسے عمرو بن العاصؓ نے تیار کیا تھا اس میں ہزار سے کچھ کم حدیثیں ہیں جو مسند امام احمد میں موجود ہیں۔

(۱۸) ایک صحیفہ صحیحہ کے نام سے مشہور ہے جسے ہمام بن منبہ حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگرد نے تیار کیا ہے اس کی احادیث بھی مسند امام احمد میں موجود ہیں اور امام بخاری ومسلم نے بھی اپنی کتابوں میں شامل کی ہیں اس مجموعہ کا قلمی نسخہ اب تک دمشق وبرلن کی لائبریریوں میں محفوظ ہے۔

(۱۹) مسند ابو ہریرہؓ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس میں حضرت ابو ہریرہؓ کی تمام مرویات موجود ہیں اور اس کا قلمی نسخہ جرمنی کی لائبریری میں موجود ہے۔

(۲۰) ایک صحیفہ علیؓ کے نام سے مشہور ہے۔

(۲۱) حجۃ الوداع کے خطبہ کو خود رسول اللہ ﷺ کے حکم سے لکھا گیا ہے۔

(۲۲) صحیفہ جابر بن عبداللہ کے نام سے مشہور ہے جسے ان کے دو شاگرد حضرت وہب بن منبہ اور حضرت سلیمان بن قیس الشکیری نے تیار کیا تھا۔

(۲۳) صحیفہ عائشہؓ جسے عروہ بن زبیرؓ نے تیار کیا تھا۔

(۲۴) صحیفہ عبداللہ بن عباسؓ کے نام سے مشہور ہے۔ اس سلسلہ میں سعید بن ہلال روایت کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے اپنا صحیفہ ہمیں دکھلایا اور کہا کہ یہ احادیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنیں اور لکھ لیں۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دکھائیں اور آپ ﷺ نے ان کی تصدیق بھی فرمادی۔

دوسری و تیسری صدی

ائمہ اربعہ کی تاریخ پیدائش۔

نام	سن ولادت	سن وفات	عمر	ساکن	تصنیف
حضرت امام ابوحنیفہؒ	۸۰ھ	۱۵۰ھ	۷۰ سال	کوفہ	.....
حضرت امام مالکؒ	۹۳ھ	۱۷۹ھ	۸۶ سال	مدینہ	موطا
حضرت امام شافعیؒ	۱۵۰ھ	۲۰۴ھ	۵۴ سال	مصر	مسند شافعی
حضرت امام احمد بن حنبلؒ	۱۶۴ھ	۲۴۱ھ	۷۷ سال	دمشق	مسند احمد

دوسری صدی ہجری سے ائمہ اربعہ کا دور شروع ہوا۔ ہمارے نبی محترم حضرت محمد ﷺ سے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آئے دن مسائل کی مراجعت کے لئے صحابہؓ کا فقدان ہوا۔ یہاں سے ملت اسلامیہ کی آزمائش کا دور شروع ہوا۔ اب یہی حضرات ائمہ اربعہ اپنے اپنے علاقہ میں عوام الناس کیلئے مرجع رشد وہدایت بنے ہوئے تھے۔ ان حضرات کے پاس کوئی مسئلہ آتا تو قرآن وحدیث سے پیش کرتے یا اپنی رائے وقیاس سے کام لیتے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے یہ اعلان کرتے کہ اذا صح الحدیث فھو مذہبی یعنی صحیح

حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ (عقد الجید)

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کوفہ میں زندگی گزاری جہاں کا سیاسی شیرازہ منتشر تھا۔ وہ مقتل حسینؓ رہا، اہل تشیع کا مرکز تھا، وہاں امام موصوف کو بہت کم احادیث حاصل ہوئیں جس کی وجہ سے زیادہ تر مسائل وہ رائے وقیاس سے حاصل کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ ہدایت دیتے کہ اترکوا قولی بقول رسول اللہ ﷺ یعنی نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مقابل میری بات رد کردو۔

(۲) حضرت امام مالکؒ نے شہر مدینہ منورہ میں زندگی گزار کر حتی المقدور نبی کریم ﷺ کی احادیث کو جمع کیا اور اپنی کتاب کا نام موطا امام مالک رکھا۔ جس کی وجہ سے مسائل میں ان کی رائے بہت کم ملتی ہے۔

(۳) حضرت امام شافعیؒ کا پہلا دور بصرہ میں اور دوسرا دور مصر میں گزرا حتی المقدور انھوں نے نبی کریم ﷺ کی احادیث کو اپنی کتاب میں جمع کیا اور اس کا نام مسند شافعی رکھا۔

(۴) حضرت امام احمد بن حنبلؒ بھی جمع حدیث میں مشغول رہے۔ احادیث نبوی ﷺ کا معتدبہ حصہ ان کے ہاتھ آیا۔ اپنی کتاب کا نام مسند احمد رکھا۔ امام موصوف کے سارے مسائل رائے وقیاس سے بے نیاز ہیں۔

بحیثیت مجموعی ائمہ اربعہ کا یہ دور بھی تقویٰ کے لحاظ سے قرآن وحدیث کی مراجعت کا تھا۔ اگر کسی امام کی جانب سے کوئی رائے قائم ہوتی تو وہ عارضی رہتی حدیث رسول ﷺ کے ملتے ہی برخاست ہوجاتی۔

اقوال ائمہ اربعہ

اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل کرے تمام اماموں پر کہ انھوں نے کتنی حق باتیں کہیں۔

(۱) حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں حرام علی من لم یعرف دلیلی أن یفتی بکلامی کہ میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے جب تک میری بات کی دلیل معلوم نہ ہو۔ (میزان شیرانی، عقد الجید ص ۷۰)

(ب) إذا قلت قولا و کتاب اللہ یخالفہ فاترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل إذا کان قول الصحابی یخالفہ قال قولی بقول الصحابی۔

ترجمہ: جب میرا قول قرآن کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ لوگوں نے پوچھا جب آپ کا قول حدیث کے خلاف ہو؟ فرمایا اس وقت بھی چھوڑ دو۔ پھر جب صحابہؓ کے فرمان کے خلاف ہو تو؟ کہا تب بھی چھوڑ دو۔ (عقد الجید ص ۵۳)

(ج) إذا رأیتم کلامنا یخالف ظاهر الکتب و السنة فاعملوا بالکتاب و السنة واضربوا بکلامنا الحائط۔ ترجمہ: جب دیکھو کہ ہمارے قول قرآن و حدیث کے خلاف ہیں تو قرآن و حدیث پر عمل کرو اور ہمارے اقوال کو دیوار پر دے مارو۔

(میزان شعرانی، عقد الجید ص ۵۳)

(د) حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے لائق ہے،

فرماتے ہیں: إذا صح الحدیث فهو مذهبی صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ (عقد الجید)

(ھ) ما جاء عن رسول اللہ ﷺ فبالرأس و العین جو حدیث سے ثابت ہو وہ سر آنکھوں پر ہے۔ (ظفر الامانی)

(و) و قال الامام أبو حنیفة لا تقلدنی و لا تقلد مالکا و لا غیره و خذ الاحکام من حیث أخذوا من الکتاب و السنة کذا فی المیزان میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالکؒ کی اور نہ کسی اور کی اور احکام دین وہاں سے لینا جہاں سے انھوں نے لئے ہیں یعنی قرآن و حدیث۔

(تحفۃ الاخیار فی بیان الابرام)

ان اقوال سے یہ بات روز روشن کی طرح صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا عقیدہ و مذہب قرآن و حدیث ہے۔ جو مسئلہ صحیح حدیث سے ہو وہ قابل عمل ہے اس کے علاوہ فرمایا کہ میری تقلید نہ کرنا اور نہ ہی بغیر دلیل کے میری باتوں کو ماننا، صرف قرآن و حدیث پر عمل کرنا۔ امام موصوف نے کتنی حق بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔

(۲) حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں:

(۱) ما من أحد إلا و هو ماخوذ من کلامه و مردود علیه إلا رسول اللہ ﷺ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کی بعض باتیں لے لی جاتی ہیں اور غلط رد کر دی جاتی ہیں سوائے حضرت محمد ﷺ کے (عقد الجید ص ۷۰) کہ

تمام باتیں صحیح و درست اور مان ہی لینے کے لائق ہیں ایک بات بھی ساری زندگی کی چھوڑنے کے قابل نہیں۔

(ب) إنما أنا بشر أخطئ و أصيب فانظروا في رأي فكل ما وافق الكتب و السنة فخذوه و كل مالم يوافق فاتركوه میں صرف ایک انسان ہوں کبھی میری بات درست ہوتی ہے اور کبھی غلط، تو تم میری اس بات کو جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو لے لیا کرو اور اس بات کو جو اس کے خلاف ہو چھوڑ دیا کرو۔ (حقیقۃ الفقہ بحوالہ جلب المنفعت) یعنی میری جامد تقلید مت کرو۔

(ج) فانظروا في رأي فكلما وافق الكتاب و السنة فخذوه و كلما يخالف فاتركوه پس تم میری رائے پر بغور نظر کرو، اور اگر وہ قرآن و سنت کے موافق ہو تو قبول کرو اور جب خلاف دیکھو تو ترک کردو۔

(۳) حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا:

(۱) قال الشافعي إذا قلت قولا و كان النبي ﷺ قال خلاف قولي فما يصح من حديث النبي أولى فلا تقلدوني جب میں کوئی مسئلہ کہوں اور رسول اللہ ﷺ نے میرے قول کے خلاف کہا ہو تو جو مسئلہ حدیث سے ثابت ہو وہی اولیٰ ہے پس میری تقلید مت کرو۔ (عقد الجید ص ۵۴)

(ب) أنه كان يقول إذا صح الحديث فهو مذهبي إذا رأيتم كلامي يخالف الحديث فاعملوا بالحديث و اضربوا بكلامي الحائط ترجمہ: جب صحیح حدیث مل جائے (جانو کہ) میرا مذہب وہی ہے اور جب میرے کلام کو حدیث کے مخالف دیکھو تو (خبردار) حدیث پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پردے مارو۔ (عقد الجید ص ۷۰)

(ج) فقال صح عن الشافعي أنه نهى عن تقليده و تقليد غيره. حضرت امام شافعی نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے۔

(عقد الجید)

(۴) حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا :

(۱) لا تقلدني ولا تقلد مالكا ولا الشافعي ولا الأوزاعي ولا الثوري و خذ الأحكام من حيث اخذوا من الكتاب و السنة ہرگز نہ میری تقلید کرنا اور نہ امام مالکؒ کی اور نہ امام شافعی کی اور نہ امام اوزاعیؒ کی اور نہ امام ثوریؒ کی. جہاں سے یہ تمام امام دین کے احکام و مسائل لیتے تھے تم بھی وہیں (قرآن وحدیث) سے ہی لینا۔ (عقد الجید ص ۷۰)

(ب) و كان الإمام أحمد يقول ليس لأحد مع الله و رسوله كلام (عقد الجید) کسی کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں ہے۔

ان چاروں محترم اماموں کے اقوال سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ آنحضرت محمد ﷺ کی حدیث کے مطابق "ما انا علیه و اصحابی" کا راستہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ سب کے سب قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے۔ یہی ان کا مذہب تھا ان چاروں بزرگوں نے اپنی تقلید سے منع کیا اور کسی

نے بھی علیحدہ مذہب اپنے نام سے منسوب کر کے مرتب نہیں کیا۔ حضرت محترم نبی ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر اہل زمانہ میرے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد والے ہیں۔ اپنے زمانہ کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا۔ (بخاری)

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری پارہ ۱۴ باب فضائل اصحاب النبی ﷺ میں تحریر فرماتے ہیں۔ تبع تابعین دو سو بیس (۲۲۰) برس تک زندہ رہے۔ ان کے زمانے میں بھی کسی خاص شخص کی تقلید یا خاص شخص کا مذہب نہ تھا محترم ائمہ کے شاگردوں نے بھی اپنے اساتذہ سے بہت سے مسائل میں اختلاف کیا ہے۔ اس لئے کہ وہ مقلد نہ تھے۔

علامہ سندہ بن حسان تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ کے زمانے میں کسی خاص شخص کے نام کا مذہب نہ تھا۔ جس کی تقلید کی جاتی ہو۔ بہر حال قرون ثلٰثہ میں تقلید کا وجود نہ تھا۔

کتب احادیث کی مزید تفصیل:

نام محدث	ولادت	وفات	عمر	ساکن	نام کتب حدیث
حضرت ابو عبداللہ عبدالرحمن بن فضل	۱۸۱ھ	۲۵۵ھ	۷۵	سمرقند	دارمی
حضرت ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری	۱۹۴ھ	۲۵۶ھ	۶۲	بخارا	بخاری
حضرت ابو داؤد سلیمان بن اشعث	۲۰۲ھ	۲۷۵ھ	۷۳	بصرہ	ابو داؤد
حضرت ابو الحسن مسلم بن حجاج	۲۰۴ھ	۲۶۱ھ	۵۷	نیشاپور (خراسان)	مسلم
حضرت ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ	۲۰۹ھ	۲۷۹ھ	۷۰	ترمذ	ترمذی
حضرت ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ	۲۰۹ھ	۲۷۳ھ	۶۴	عراق (قزوین)	ابن ماجہ
حضرت ابو عبدالرحمن بن احمد بن شعیب	۲۱۵ھ	۳۰۳ھ	۸۸	خراسان	نسائی
حضرت ابو الحسن بن علی بن عمر	۳۰۵ھ	۳۸۵ھ	۸۰	بغداد	دار قطنی
حضرت ابوبکر احمد بن حسین	۳۸۴ھ	۴۵۸ھ	۷۴	بیہق (نیشاپور)	بیہقی
حضرت شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب	۴۳۵ھ	۵۱۶ھ	۸۱	مرو (تبریز)	مشکوٰۃ

مشہور کتب احادیث درج کی گئیں ان کے علاوہ کئی کتب احادیث لکھی گئی ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت ۴۷۰ھ اور وفات ۵۶۱ھ عمر ۹۱ سال ساکن بغداد تصنیف کتاب غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، فتح ربانی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں کتنی زبردست نصیحت و ہدایت فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

قرآن و حدیث کو اپنا امام بنا لو اور غور و فکر کے ساتھ ان کا مطالعہ کر لیا کرو ادھر ادھر کی بحث و تکرار اور حرص و ہوس کی باتوں میں نہ پھنس جاؤ صرف کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ پر عمل کرو۔ اور یہ حقیقت سمجھ لو کہ قرآن کے علاوہ ہمارے پاس عمل کے قابل کوئی کتاب نہیں اور آنحضرت ﷺ کے سوا ہمارا کوئی رہبر نہیں جس کی ہم تابعداری کریں۔ کبھی قرآن و حدیث کے دائرے سے باہر نہ ہونا ورنہ خواہش نفسانی اور اغوائے شیطانی تمہیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ یاد رکھو انسان اولیاء اللہ اور ابدال کے درجہ پر بھی کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے سے ہی پہنچ سکتا ہے۔ (فتوح الغیب)

تقلید شخصی

(۱) مقلد کی دلیل اس کے مجتہد (امام) کا قول ہے۔ نہ وہ خود تحقیق کر سکتا ہے اور نہ اپنے امام کی تحقیق پر غور کر سکتا ہے۔ (مسلم الثبوت مجتبائی)

(۲) تقلید کہتے ہیں غیر نبی (امام و مجتہد) کے قول کو بغیر اس کی دلیل جانے مان لینا۔ (جمع الجوامع)

(۳) ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں۔ غیر نبی (امام) کے قول کو بغیر دلیل ماننا تقلید ہے۔ (شرح قصیدہ امالی)

(۴) مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہی ہے۔ مقلد صرف یہی کہے کہ مسئلہ کا حکم یہی ہے۔ کیونکہ میرے امام کی رائے یہی ہے اور جو رائے میرے امام کی ہو میرے نزدیک صحیح ہے۔ (توضیح تلویح)

(۵) امام کا قول مقلد کی دلیل ہے۔ (توضیح)

(۶) نہ کوئی فتویٰ دیا جائے اور نہ ہی عمل کیا جائے مگر فقط امام کے قول پر۔

(درمختار)

مقلد کا مطلب یہ ہے کہ مقلد جس امام کی تقلید کر رہا ہے وہ صرف اس امام کے قول پر ہی چلے۔ تحقیق کرنا یا دلیل چاہنا تقلید کو توڑ دیتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر تقلید عبادت ہوئی غیر نبی کی باتوں کی بغیر دلیل شرعی (قرآن و سنت) شرعی حیثیت سے مان لینا اور عمل کرنا۔

چوتھی صدی

تقلید شخصی کی ابتداء چوتھی صدی میں ہوئی۔ (اعلام الموقعین ج ا ص ۲۲۲) تذکرۃ الحفاظ ص ۲۰۲ میں ہے کہ رسول کریم ﷺ سے لیکر تینوں زمانوں تک خیر القرون تک تقلید کا وجود ہی نہ تھا۔ خیر القرون کے بعد تقلید کا وجود پایا جاتا ہے۔ چوتھی صدی تا چھٹی صدی تک اسی طرح تقلید کا سلسلہ رہا۔ تاریخی ترتیب کے ساتھ کتب فقہ کی ابتداء کو پیش کیا جا رہا ہے۔

پانچویں صدی

کتب فقہ (حنفیہ)

نام کتاب	سن تصنیف	نام کتاب	سن تصنیف
(۱) قدوری (فقہ کی پہلی کتاب)	۴۲۸ھ	(۱۵) خلاصہ کیدانی	نویں صدی
(۲) ہدایہ (فقہ کی معتبر کتاب)	۵۹۳ھ	(۱۷) بحر الرائق	دسویں صدی
(۴) فتاویٰ الواجیہ	چھٹی صدی	(۱۸) منیہ	دسویں صدی
(۵) منیہ	ساتویں صدی	(۱۹) تنویر الابصار	دسویں صدی
(۶) قنیہ	نویں صدی	(۲۰) ذخیرۃ العقبیٰ	دسویں صدی
(۷) کنز الدقائق	۷۱۰ھ	(۲۱) درمختار	۱۰۱۱ھ
(۸) شرح وقایہ	۷۴۷ھ	(۲۲) فتاویٰ عالمگیری	۱۱۱۸ھ
(۹) نہایہ	آٹھویں صدی	(۲۳) فتاویٰ خیریہ	گیارہویں صدی

(۱۰) عنایہ	آٹھویں صدی	(۲۴) مالا بد	۱۲۲۵ھ
(۱۱) طحاوی	آٹھویں صدی	(۲۵) بہشتی زیور	۱۲۲۵ھ
(۱۲) جامع الرموز	آٹھویں صدی	(۲۶) مراقی الفلاح	تیرھویں صدی
(۱۳) فتح القدیر	نویں صدی	(۲۷) عمدۃ الرعایہ	تیرھویں صدی
(۱۴) بزازیہ	نویں صدی		

مذکورہ مشہور کتب فقہ کے علاوہ فقہ کی کئی کتابیں لکھی گئیں۔ جنہیں بخوف طوالت درج نہیں کیا گیا۔

ساتویں صدی

ساتویں صدی ہجری میں پہلی مرتبہ ایک کے بجائے چار الگ الگ قاضی مقرر کیے گئے۔ اور رفتہ رفتہ مقلدین کی تعداد بڑھتی گئی اور سلاطین کا میلان بھی تقلید ہی کی طرف ہو گیا ہر ایک بادشاہ اپنے ہم خیال کو قاضی مقرر کرتا گیا اور ہر ایک فرقہ اپنے اپنے مذہب کو فروغ دیتا گیا۔ نیز ایک دوسرے کو مغلوب وزیر کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ بالآخر شاہ بیبرس نے ۶۶۵ھ مصر و قاہرہ میں چار مذاہب کے چار قاضی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی مقرر کئے۔ سرکاری طور پر چاروں مذاہب کو برحق تسلیم کر لیا گیا۔ اس طرح بزور سلاطین یہ نو ایجاد مذاہب اسلام میں داخل کئے گئے۔

دین حق را چار مذاہب ساختند ۔۔۔ رخنہ در دین نبی انداختند

یعنی دین حق کے (مقلدین نے) چار ٹکڑے کر دیئے۔ نبی کے دین میں انہوں نے رخنہ ڈال دیا۔ یہ نسبت ائمہ و نسبت مذاہب ساتویں صدی سے شروع ہوئی۔ آٹھویں صدی بھی اسی حال میں گذری۔

نویں صدی

چار مصلے بیت اللہ شریف میں (نسبت ائمہ) قائم کیے گئے۔ چنانچہ اوائل نویں صدی میں چراکسہ کا سلطان فرج بن برقوق نے بیت اللہ شریف کے احاطے میں مصلی ابراہیمی کے علاوہ یہ نو ایجاد چار مصلے موسومہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی قائم کر دیئے۔ اس کے بعد یہ چاروں مصلوں کا معاملہ داخل دین سمجھا جانے لگا۔ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے اہل علم نے اسکی شدید مخالفت کی۔ (الارشاد ص ۵۸) یہ نو ایجاد چاروں مصلے نویں صدی سے تیرھویں صدی تک برابر قائم رہے۔

چودھویں صدی

چاروں مصلے (نسبت ائمہ) برخواست کیے گئے۔

بیت اللہ شریف میں ائمہ اربعہ کے موسومہ نو ایجاد مصلوں کو بانی سعودی حکومت شاہ عبدالعزیز نے ۱۳۴۳ھ میں برخواست کر کے صرف ایک مصلی ابراہیمی قدیم کو جو ابتداء اسلام سے تھا حسب سابق برقرار رکھا جو اب تک موجود ہے۔ اسی مصلے سے ہی تمام نمازیں ادا ہوتی ہیں۔

ہم نے بنیادی طور پر سن واری تفصیل کے ساتھ ہر نوعیت سے عوام
الناس کو آگاہ کیا ہے۔ اس حق گوئی سے واقف ہونے کے بعد انصاف کی بات تو
یہ ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کرنے کو لازم پکڑیں کیونکہ آخرت کی نجات کا دارو
مدار اسی پر موقوف ہے۔ ہر شعبۂ حیات میں اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے اور ہمارے نبی
ﷺ کا حکم کیا ہے اور عمل کیا ہے۔ اس کو ملحوظ رکھ کر عمل کریں اس طرح کا عمل
جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ آخر کار ایک دن جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

لائحہ عمل

احکاماتِ الٰہی

۱۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۔ الخ ترجمہ: رسول
اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لئے ایک عمدہ اور مکمل نمونہ ہے۔ (احزاب ۲۱)
بشرطیکہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔

اتباع رسول ﷺ کی قرآن میں بار بار تاکید آئی ہے۔

۲۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ترجمہ: رسول اللہ کی اطاعت
اللہ کی اطاعت ہے۔ (نساء ۸۰)

اس فرمان عالیشان سے رسول اللہ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی
فرمانبرداری فرما کر ہماری زندگی کی رہنمائی فرمائی ہے۔ یہ اللہ کا احسان عظیم ہے
اس احسان کا ہم جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔

۳۔ فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم
ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما ترجمہ:
قسم ہے تیرے رب کی یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک یہ تجھے آپس کے جھگڑے
میں حکم نہ بنائیں اور پھر جو حکم تم لگا دو اس سے آزردہ نہ ہوں۔ (نساء ۶۵)
بلکہ پورے طور پر اسے مان لیں۔

۴۔ یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا
خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین ترجمہ: اے ایمان والو، اسلام میں
پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کی پیروی مت کرو کیوں کہ وہ تمہارا
کھلا دشمن ہے۔ (بقرۃ ۲۰۸)

۵۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر
لکم ذنوبکم و اللہ غفور رحیم ترجمہ: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو
میری اتباع کرو خدا تم سے محبت کریگا۔ اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا خدا
بخشنے والا مہربان ہے۔ (آل عمران ۳۱)

۶۔ یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر
منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون
باللہ والیوم الآخر ترجمہ: اے ایمان والو، اللہ اور رسول اور اپنے میں سے فرما
رواؤں کی تابعداری کیا کرو۔ پھر اگر کسی معاملہ میں تم میں جھگڑا پڑے تو اس کو اللہ
اور رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ اور قیامت پر یقین رکھتے ہو۔ (نساء ۵۹)

۷۔ و اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم

ترجمہ: حکم مانو اللہ کا اور فرمانبرداری کرو اس کے رسول کی۔ مت جھگڑو آپس میں پس سست ہو جاؤ گے اور اکھڑ جائے گی ہوا تمہاری۔ (انفال ۴۶)

۸۔ یا ایھا الذین آمنوآ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم۔

ترجمہ: اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔ (محمد ۳۳)

ارشادات نبوی ﷺ (حدیث)

۱۔ لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔ (مشکوٰۃ)

۲۔ من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ

ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶)

۳۔ فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ ترجمہ جو میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔ یعنی میری امت میں اس کا شمار نہ ہوگا۔

(بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص ۲۸)

۴۔ لو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم او کفرتم۔

ترجمہ: اگر تم میری سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ بلکہ کافر ہو جاؤ گے۔

(مشکوٰۃ)

۵۔ ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ۔

ترجمہ: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ (دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۵۸)

۶۔ کل أمتی یدخلون الجنۃ الا من أبیٰ قیل ومن أبیٰ یا رسول اللہ؟ قال من أطاعنی دخل الجنۃ و من عصانی فقد أبیٰ.

(بخاری کتاب الاعتصام)

لہذا قرآن وحدیث پر عمل کے سوا دوسرا راستہ ہی نہیں۔ ان براہین سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان کی ابتداء اور انتہاء یہی قرآن وحدیث ہے۔

ہمارا وطن جنت ہے

ہمارا وطن جنت ہے جو ہمیشگی والا رحمت کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بنا کر ان کا مقام رہائش جنت قرار دیا۔

آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے ان کی اولاد نکالی۔ (یعنی قیامت تک پیدا ہونے والی

رومیں) خود ان ہی کو ان کا گواہ بنا دیا جب اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پرورش کرنے والا نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب دیا کہ بیشک تو ہمارا رب ہے۔

اور تمام ملائکہ وغیرہ کو حکم خداوندی ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ اس حکم کی فرمانبرداری تمام ملائکہ نے کی۔ صرف شیطان نے نافرمانی کی۔ جس کی وجہ سے وہ لعنتی یعنی راندۂ درگاہ الٰہی ہوا اور جنت سے نکالا گیا۔ شیطان ازل سے ہی انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اسی شیطان نے آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی پر بھڑکایا۔ آدم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہوئی۔ اس بناء پر آدم علیہ السلام کو ان کے وطن جنت سے زمین پر اتارا گیا۔ کچھ مدت کے بعد وہ توبہ و استغفار کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے ساتھ زندگی گذار کر اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔ اس لحاظ سے ہمارا اصلی وطن جنت ہے۔

میرے عزیز بھائیو! ہم آخری نبی محترم حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں اور خیر امت کے لقب والے ہیں اور ہمارا اصلی وطن جنت ہے۔ تو کیا یہ تمنا نہیں ہے کہ ہم اپنے وطن جنت کو واپس جائیں؟

جواب سب کا ایک ہی ہوگا یہ کہ بیشک ہم اپنے وطن جنت میں جانے کے آرزومند ہیں۔ تو میرے بھائیو! میں یہ عرض کروں گا کہ بموجب فرمان الٰہی

اتبعوا ما أنزل إليكم من ربكم ولا تتبعوا من دونه أولياء۔

ترجمہ: اسی کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتارا گیا ہے۔ اس کے سوا اور رفیقوں کی تابعداری میں نہ لگ جانا۔ (اعراف ۳)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہم قرآن وحدیث پر عمل کر کے سیدھا راستہ طے کرتے ہوئے اس دار فانی سے اپنے اصلی وطن جنت کو واپس ہو جائیں۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر کسی امتی کی پیروی کرے۔ اگر کوئی ایسی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ اپنے اصلی وطن جنت کے راستے سے بھٹک کر دوزخ کی طرف چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں و مشرکوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو دائمی عذاب کا مقام ہے۔

برادران ملت! سنجیدگی سے غور و فکر کرو کہ مقام پیدائش عارضی فانی دنیا کے وطن سے انسان کو کس قدر محبت ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ اسی وقت ہوتا ہے جب کہ انسان اپنے وطن سے دور دوسرے مقام پر کئی سال زندگی گذارنے کے بعد وہ اپنے وطن واپس آتا ہے تو اس کو کتنی خوشی ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ خوشی عارضی فانی دنیا کے وطن کی ہے۔

اے اللہ کے بندو! دائمی خوشی کا مقام جنت ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس دنیائے فانی سے اپنے اصلی وطن جنت کی طرف رخصت ہو جاؤ۔

اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو

کافر و مسلمان کے عمل میں تقابل کے سلسلہ میں ایک بات عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ آخرت کا انکار کرنے والا کافر کتنا بھی نیک کام کرے اس کو اخروی ثواب نہیں ملتا بلکہ دنیا ہی میں کچھ نصیب ہو جاتا ہے برخلاف اس کے آخرت کا اقرار کرنے والا مسلمان اگر قرآن و حدیث کے مطابق عمل نہ کرے تو اس کا کوئی نیک کام خواہ کتنا ہی بہتر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس قابل قبول نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کو جنت نصیب ہوتی ہے۔

میرے عزیز بھائیو اب بھی وقت ہے، زندگی کو غنیمت جانو، اور اپنی بے راہ روی کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرو۔ اس کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ وہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ اور توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ لہٰذا توبہ و استغفار کرنے میں جلدی کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ سورج بجائے مشرق کے مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے جب ایسا ہوگا تو یہ بات خوب یاد رکھو کہ وہ دن قیامت کا ہوگا جو اچانک واقع ہوگا اس کا علم کسی کو نہیں ہے اس دن یہاں جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا اس کے مطابق جزا و سزا ہوگی۔

یہ دنیا دار العمل ہے اس لئے خیر امت کا فریضہ ہے کہ اسلام خالص پیغام الٰہی و پیغام رسول ﷺ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے عوام الناس تا قیامت

آگاہ کرتا رہے۔

میری ذمہ داری حق بات پیش کرنا ہے وما علینا الا البلاغ اب بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہوں کہ: اے دلوں کے پھیرنے والے تمام مسلمان بھائیوں کے دلوں کو اپنے خالص دین اسلام پر عمل کرنے کی طرف مائل کر دے۔ آمین ثم آمین۔

سبحان ربک رب العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین برحمتک یا ارحم الرحمین۔

راہ جنت

ا۔ عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ایک (سیدھا) خط کھینچا پھر فرمایا یہ راہ اللہ کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (سیدھے) خط کے دائیں بائیں چند (ترچھے) خط کھینچا اور فرمایا یہ راہیں ہیں ان میں سے ہر راہ پر شیطان ہے جو پکارتا ہے اس راہ کی طرف پھر آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی و ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ (انعام ۱۵۳) اور تحقیق یہ ہے راہ میری سیدھی پس پیروی کرو اس کی (احمد، نسائی، دارمی) نقشہ اس طرح ہے۔

اللہ کی راہ

شیطان کی راہیں
شیطان کی راہیں
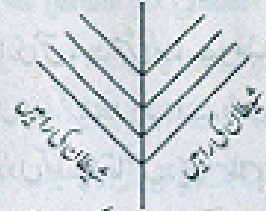
۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر دو لکیریں (ترچھی) اس کے داہنے اور دو لکیریں (ترچھی) اس کے بائیں کھینچیں۔ پھر درمیانی (سیدھی) لکیر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے۔ باقی راہیں اللہ کی نہیں ہیں۔ (ابن ماجہ)

نقشہ اس طرح ہے۔

اللہ کی راہ

شیطان کی راہیں
شیطان کی راہیں
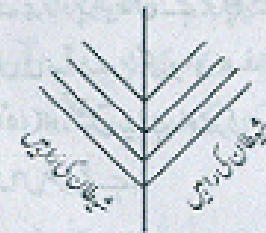
ان دونوں حدیثوں وشکلوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے درمیانی سیدھی لکیر کو اللہ تعالیٰ کی راہ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن عظیم الشان میں

فرماتا ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ (نساء:٨٠) اس آیت کریمہ سے اللہ کی راہ کا انکشاف ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا ان کے نقش قدم پر چلنا گویا اللہ کی راہ پر چلنا ہے۔ اس طرح سے اللہ کے رسول ﷺ کے قول وفعل کی راہ تا قیامت راہ عمل ہے جو صورت زندگی قرآن وحدیث کا مظہر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث راہ جنت ہے ان ہی پر عمل کر کے جنت میں داخل ہو جائیں۔

برادران ملت! قرآن وحدیث مقصد زندگی ہونا چاہیئے چونکہ یہ دنیا مہلت کا مقام ہے اس کو ایک روز چھوڑنا ہے۔ اس لئے زندگی کے تمام منازل کتاب وسنت کے مطابق طے کرتے ہوئے آخری سانس چھوڑنا ہی کامیابی کی منزل ہے وہ آخری منزل جنت ہے۔

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

پیغام الٰہی

یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا.

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ (تحریم ٦)

تشریح: روز قیامت اس کی باز پرس ہوگی۔ اس نجات کے لئے اسلامی

تعلیم وتربیت سے اپنے اہل وعیال کو واقف کرا کے باعمل بنانے کی کوشش کریں ۔ یہ صدر خاندان کی بہت اہم ذمہ داری ہے ۔ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

پیغام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ان رسول اللہ ﷺ قال ما نحل والد ولده من نحل افضل من ادب حسن ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اس کی اچھی تعلیم وتربیت ہے ۔ (ترمذی، مشکوۃ)

تشریح: والدین کا بہترین عطیہ اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت ہے اسلام نے بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں بہت ہی تاکیدی حکم دیا ہے ۔ اس حدیث کے معنی یہ نہیں کہ کوئی عطیہ ہی نہ دیا جائے یا جائداد ورثے میں نہ چھوڑی جائے بلکہ اولیت اور سب سے زیادہ اہمیت تعلیم وتربیت کو دی جائے۔

تمت بالخیر